

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اشارات

اجتماعی نظم، خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو، اور کسی غرض و غایت کے لیے ہو، اپنے قیام و استحکام اور اپنی کامیابی کے لیے دو چیزوں کا ہمیشہ محتاج ہوتا ہے۔۔

ایک یہ کہ جن اصولوں پر کسی جماعت کی تنظیم کی گئی ہو وہ اس پوری جماعت اور اس کے ہر ہر فرد کے دل و دماغ میں خوب بیٹھے ہوئے ہوں اور جماعت کا ہر فرد ان کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔

دوسرے یہ کہ جماعت میں سمع و طاعت کا مادہ موجود ہو، یعنی اس نے جس کسی کو اپنا صاحب امر تسلیم کیا ہو، اس کے احکام کی پوری طرح اطاعت کرے، اس کے مقرر کیے ہوئے ضوابط کی سختی کے تحت پابند رہے، اور اس کے حدود سے تجاوز نہ کرے۔

یہ ہر نظام کی کامیابی کے لیے ناگزیر شرطیں ہیں کوئی نظام خواہ وہ نظام عسکری ہو، یا نظام سیاسی، یا نظام عمرانی، یا نظام دینی، ان دونوں شرطوں کے بغیر نہ قائم ہو سکتا ہے، نہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے۔

دنیا کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ جائیے۔ آپ کو ایک مثال بھی ایسی نہیں ملیگی کہ کوئی تحریک ٹھٹھو لے، منافق، مافران اور غیر مطیع پیروں کے ساتھ کامیاب ہوئی ہو، یا بدوجہ آخر چل سکی ہو۔ تاریخ کے صفحات میں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ خود اپنے گرد پیش کی دنیا ہی پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ آپ اس فوج کے متعلق

کیا راستے قائم کریں گے جو اپنی سلطنت کی وفادار اور اپنے سالار لشکر کی مطیع فرمان نہ رہے۔ جس کے سپاہی فوجی ضوابط کی پابندی سے انکار کر دیں، پریڈ کا بگل بجے تو کوئی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہلے، کمانڈر کوئی حکم دے تو سپاہی سنی ان سنی کر جائیں؟ کیا آپ سپاہیوں کے ایسے ابنوہ کو ”فوج“ کہہ سکتے ہیں؟ کیا آپ امید کر سکتے ہیں کہ ایسی بن سری فوج کسی جنگ میں کامیاب ہوگی؟ آپ اس سلطنت کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کی رعایا میں قانون کا احترام باقی نہ رہے، جس کے قوانین علی الاطلاق توڑے جائیں، جس کے حکموں میں کئی قسم کا ضبط و نظم باقی نہ رہے، جس کے کارکن اپنے مقتدر علی کے احکام بجالانا چھوڑ دیں؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی رعایا اور ایسے عمال کے ساتھ کوئی سلطنت دنیا میں قائم رہ سکتی ہے؟ ان آپ کی آنکھوں کے سامنے جرمنی اور اٹلی کی مثالیں موجود ہیں۔ ہٹلر اور موسولینی نے جو عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے تمام دنیا اس کی محترف ہے۔ مگر کچھ معلوم بھی ہے کہ اس کامیابی کے اسباب کیا ہیں؟ وہی دو، یعنی ایمان اور اطاعت امر۔ نازی اور فاسسٹ جماعتیں ہرگز اتنی طاقتور اور اتنی کامیاب نہیں ہو سکتی جتنیں اگر وہ اپنے اصولوں پر اتنا پختہ اعتقاد نہ رکھتیں اور اپنے لیڈروں کی اس قدر سختی کے ساتھ مطیع نہ رہتیں۔ دوسری طرف ہندوستان کو دیکھیے۔ کانگریس کی تحریک دو مرتبہ کس زور شور سے اٹھی اور آخر کار ناکامی نامرادی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ تحریک کے علمبردار نے خود اسکی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس کے پیروں میں نہ تو اس کے اصولوں پر کامل اعتقاد تھا، اور نہ اس کے احکام کی پوری اطاعت۔

یہ قاعدہ کلیہ ایسا ہے جس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ ایمان اور اطاعت دراصل نظم کی جان ہے۔ ایمان جتنا راسخ ہوگا اور اطاعت جتنی کامل ہوگی، نظم اتنا ہی مضبوط اور طاقتور ہوگا۔ اور اپنے مقاصد تک پہنچنے میں اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ بخلاف اس کے ایمان میں جتنا ضعف اور اطاعت جتنا انحراف ہوگا، اُسی قدر نظم کمزور ہوگا اور اسی نسبت سے وہ اپنے مقاصد تک پہنچنے میں ناکام رہے گا۔

یہ قطعاً ناممکن ہے کہ کسی جماعت میں نفاق، بدعتیگی، انتشار خیال، خود سری، نافرمانی اور بے ضابطگی کے امر نہ پھیل جائیں، اور پھر بھی اس میں نظم باقی رہے، اور وہ کسی شعبہ حیات میں ترقی کی طرف رواں نظر آئے۔ یہ دونوں حالتیں ایک دوسرے کی نفی ہیں۔ دنیا جیسے آباد ہوئی ہے، اس وقت سے آج تک ان دونوں کا کبھی اجتماع نہیں ہوا۔ اور اگر قانون فطرت اٹل ہے، تو اس قانون کی یہ دفعہ بھی اٹل ہے کہ یہ دونوں حالتیں کبھی یک جا جمع نہیں ہو سکتیں۔

اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ نفاق اور بدعتیگی کی کونسی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہو، اور وہ مسلمانوں میں موجود نہ ہو۔ اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر حجے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک کی علانیہ تبلیغ کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو اسلامی عقائد اور شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں، وہ بھی ہیں جو علانیہ مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے حاصل کیے ہوئے تنجیلات و انکار کو ترجیح دیتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے قانون پر جاہلیت کے رسوم یا کفار کے قوانین کو مقدم رکھتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے شعائر اسلامی کی توہین کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے چھوٹے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں، جو اسلام کے مقابلہ میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں، اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی خدمت کرتے ہیں، اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کو اتنا بھی عزیز نہیں اسکی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کر سکیں۔ اسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک ہمت نہ تھی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسد العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔

یہ تو تھا ایمان کا حال۔ اب سب وطاعت کا حال دیکھیے۔ آپ مسلمانوں کی کسی بستی میں چلے جائیے۔

آپ کو عجیب نقشہ نظر آئے گا۔ اذان ہوتی ہے مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس نہیں کرتے کہ موزن کس بلارہا ہے اور کس چیز کے لیے بلارہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کاروبار یا ہوا و لعب کو یا خدا کے لیے نہیں چھوڑتا۔ رمضان کا زمانہ آتا ہے تو بعض مسلمانوں کے گھر میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانیہ کھاتے پیتے ہیں اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برابر نہیں شرماتے، بلکہ بس چلتا ہے تو الٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے، کوئی صحت کے لیے مفید سمجھ کر رکھ لیتا ہے اور کوئی روزہ کو کہ وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے خدا اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی پابندی اس سے بھی کم تر ہے۔ حلال اوجرام، پاک اور ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اٹھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ کون سی چیز ہے جس کو خدا اور رسول نے منع کیا ہو اور مسلمان اس کو اپنے لیے مباح نہ کر لیتے ہوں۔ وہ کون سی حد ہے جو خدا اور رسول نے مقرر کی ہو اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں وہ کون سا ضابطہ ہے جو خدا اور رسول نے قائم کیا ہو اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں۔ اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان کروڑوں ہیں، مگر ان کو دلوں میں دیکھیے کہ کتنے فی صدی نہیں، کتنے فی ہزار۔ بلکہ کتنے فی لاکھ خدا اور رسول کے احکام کو ماننے والے اور سلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں؟

جس قوم میں منافقت اور ضعف اعتقاد کا مرض عام ہو جائے، جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے، جس قوم سے سب وطاعت اور ضابطہ کی پابندی اٹھ جائے، اس کا جو کچھ انجام ہونا چاہیئے ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ آج مسلمان تمام دنیا میں محکوم و مغلوب ہیں۔ جہاں ان کی

اپنی حکومت موجود ہے وہاں بھی وہ غیروں کے اخلاقی، ذہنی اور مادی تسلط سے آزاد نہیں ہیں۔ جہالت، مفلسی، اورستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں۔ اخلاقی پستی نے ان کو حد درجہ ذلیل کر دیا ہے۔ امانت، صداقت اور وفائے عہد کی صفات جن کے لیے وہ کبھی دنیا میں ممتاز تھے، اب ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہو چکی ہیں اور ان کی جگہ خیانت، جھوٹ دغا اور بد معاہدگی نے لے لی ہے۔ تقویٰ، پرہیزگاری اور پاکیزگی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں، قومی غیرت و حمیت روز بروز ان سے مفقود ہوتی جاتی ہے، کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا ہے۔ آپس میں ان کے دل پھٹتے چلے جاتے ہیں اور کسی مشترک غرض کے لیے مل کر کام کرنے کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے۔ وہ غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں، قوموں پر سے ان کا اہتمام اٹھ گیا ہے اور اٹھنا جا رہا ہے، ان کی قومی طاقت اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے، ان کی قومی تہذیب و شائستگی فنا ہوتی چلی جا رہی ہے، اور اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے، گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے، بنگلوں میں رہنے والے، موٹروں پر چڑھنے والے، سوٹ پہننے والے، بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے، بڑی سرکاروں میں سرفرازیں پانے والے، ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، لیکن جن اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے وہ پہلے متصف تھے اب ان سے عاری ہیں، اپنی ہمسایہ قوموں پر ان کی جو ساکھ اور دھاک پہلے تھی وہ اب نہیں ہے، جو عزت وہ پہلے رکھتے تھے وہ اب نہیں رکھتے، جو اجتماعی قوت و طاقت ان میں پہلے تھی وہ اب نہیں ہے، اور آئندہ اس سے بھی زیادہ خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔

کوئی مذہب یا تہذیب ہو یا کئی قسم کا نظام جماعت ہو، اس کے متعلق وہی طرز عمل انسان کے لیے معقول ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اس میں دخل ہو تو اس کے اساسی اصول پر پورا پورا اعتقاد رکھے اور اس کے

قانون وضابطہ کی پوری پوری پابندی کرے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اس میں داخل نہ ہو یا ہو چکا ہے تو بالاعلان اس میں سے نکل جائے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسری صورت معقول نہیں ہے۔ اس سے زیادہ نامعقول کوئی طرز عمل نہیں ہو سکتا کہ تم ایک نظام میں شریک ہو، اس کے ایک جز بن کر رہو، اس نظام کے تابع ہونے کا دعویٰ کرو، اور پھر اس کے اساسی اصولوں سے کٹا یا جزاً انحراف بھی کرو، اس کے قانون کی خلاف ورزی بھی کرو، اپنے آپ کو اس کے آداب اور اس کے ضوابط کی پابندی سے مستثنیٰ بھی کر لو۔ اس طرز عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تم میں منافقانہ خصائل پیدا ہوں، خلوص نیت سے تمہارے دل خالی ہو جائے، تمہارے قلوب میں کسی مقصد کے لیے گرم جوشی اور رسوخ عزم نہ پیدا ہو سکے، فرض شناسی، اتباع قانون اور باضابطگی کے اوصاف سے تم عاری ہو جاؤ، اور تم میں یہ صلاحیت باقی نہ رہے کہ کسی نظام جماعت کے کارآمد کن بن سکو۔ ان کمزوریوں اور بدترین عیوب کے ساتھ تم جس جماعت میں بھی شریک ہو گے اس کے لیے لعنت بن جاؤ گے، جس نظام میں داخل ہو گے اسے درہم برہم کر دو گے، جس تہذیب کے جسم میں داخل ہو گے اس کے لیے خدام کے جراثیم ثابت ہو گے، جس مذہب کے پیرو بنو گے اس کو مسخ کر کے چھوڑ دو گے۔ ان اوصاف کے ساتھ تمہارے مسلمان ہونے سے بدرجہا بہتر یہ ہے کہ جس گروہ کے اصولوں پر تمہارا دل ٹھکے اور جس گروہ کے طریقوں کی تم پوری طرح پیروی کر سکو اس میں جا شامل ہو۔ منافق اور منافقان مسلمانوں سے وہ کافر بہتر ہیں جو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے دل سے مستعد ہوں اور اسکے ضوابط کی پابندی کریں

جو لوگ مسلمانوں کے مرض کا علاج تعلیم مغربی، اور تہذیب جدید، اور اقتصادی حالات کی اصلاح، اور سیاسی حقوق کے حصول کو سمجھتے تھے وہ غلطی پر تھے، اور اب بھی جو ایسا سمجھ رہے ہیں وہ غلطی کر رہے ہیں۔ بخدا، اگر مسلمانوں کا ہر فرد بی-اے، اوپنی ایچ ڈی اور بیسٹر ہو جائے، دولت و ثروت سے مالا مال ہو، مغربی فیشن سے از ستر تا بقدم آراستہ ہو، اور حکومت کے تمام عہدے اور کنسول

کی تمام ششستیں مسلمانوں ہی کو بل جائیں، مگر ان کے دل میں نفاق کا مرض ہو، وہ فرض کو فرض نہ سمجھیں، وہ نافرمانی سرکشی اور بے ضابطگی کے خوگر ہوں، تو اُسی سستی اور ذلت اور کمزوری میں وہ اس وقت بھی مبتلا رہیں گے جس میں آج مبتلا ہیں تعلیم، فیشن، دولت اور حکومت، کوئی چیز ان کو اس گڑھے سے نہیں نکال سکتی جس میں وہ اپنی سیرت اور اپنے اخلاق کی ان بنیادی کمزوریوں کی وجہ سے گر گئے ہیں۔ اگر ترقی کرنی ہے اور ایک طاقت ور باعزت قوم بننا ہے تو سب سے پہلے مسلمانوں میں ایمان اور اطاعت امر کے اوصاف پیدا کرو۔ کہ اس کے بغیر تمہارے افراد میں کس بل پیدا ہو سکتا ہے، نہ تمہاری جماعت میں نظم پیدا ہو سکتا ہے، اور نہ تمہاری اجتماعی قوت اتنی زبردست ہو سکتی ہے کہ تم دنیا میں سر بلند ہو سکو۔ ایک منتشر جماعت جس کے افراد کی اخلاقی اور معنوی حالت خراب ہو کبھی اس قابل نہیں ہو سکتی کہ دنیا کی منظم اور مضبوط قوموں کے مقابلہ میں سر اٹھا سکے۔ پھولس کے پولوں کا انبار خواہ کتنا ہی بڑا ہو، کبھی قلعہ نہیں بن سکتا۔

آسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن وہ ہیں جو مسلمانوں میں بد عقیدگی اور نافرمانی پھیلا رہے ہیں۔ یہ منافقوں کی سب سے زیادہ بری قسم ہے جس کا وجود مسلمانوں کے لیے حربی کافروں سے بھی زیادہ خطرناک ہو کیونکہ یہ باہر سے حملہ نہیں کرتے بلکہ گھر میں بیٹھ کر اندر ہی اندر ڈانٹا مٹ بچھاتے ہیں یہ مسلمانوں کو دین اور دنیا دونوں میں رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وہ تمہیں بھی اسی طرح کا کافر بنانا چاہتے ہیں جس طرح وہ خود ہو گئے ہیں۔ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ لَمَّا كَفَرُوا وَاتَّكُوا دُونَ سَوَاعِدِ ۱۲ ان کے شر سے بچنے کی کم سے کم تدبیر یہ ہے کہ جو لوگ دل سے مسلمان ہیں اور مسلمان رہنا چاہتے ہیں وہ ان سے قطع تعلقی کر لیں۔ فَادَّبْتَهُمْ وَادَّبْتَهُمْ أُولَٰئِكَ ۱۲:۴) درہ قرآن مجید نے تو ان کی آخری سزا یہ قرار دی ہے کہ ان سے جنگ کی جائے۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَحَنَۢمُ دُھُمَّمُ ۱۲:۴) وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۱۲:۴) ۱۲:۴)